# سُورۃ الاِخلاص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۝ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

اِس اقل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہیں، دیکھنا چاہیئے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر ایک قسم کی شراکت سے وجودِ حضرتِ باری کا منزّہ ہونا بیان فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شرکت از رُوئے حصرِ عقلی چار قسم پر ہے۔ کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل اور تاثیر میں۔ سو اِس سُورت میں اُن چاروں قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے دو یا تین نہیں اور وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجُوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجُز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور ہالکۃ الذّات ہیں جو اُس کی طرف ہر دَم محتاج ہیں اور وہ لَمْ یَلِدْ ہے یعنی اُس کا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ بیٹا ہونے کے اُس کا شریک ٹھہر جائے اور وہ لَمْ یُوْلَدْ ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اُس کا کوئی شریک بن جائے اور وہ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اُس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فِعل کے اُس کا کوئی شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزّہ ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۳۳ حاشیہ)

قرآن کریم کی صاف تعلیم یہ ہے کہ وہ خداوندِ وحید وحمید جو بالذّات توحید کو چاہتا ہے اُس نے اپنی مخلوق کو متشارک الصّفات رکھا ہے اور بعض کو بعض کا مثیل اور شبیہہ قرار دیا ہے تا کسی فردِ خاص کی کوئی خصوصیّت جو ذات وافعال و اقوال اور صفات کے متعلق ہے اِس دھوکہ میں نہ ڈالے کہ وہ فردِ خاص اپنے بنی نوع سے بڑھ کر ایک ایسی

خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص نہ اصلاً و نہ ظِلاًّ اس کا شریک نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرح کسی اپنی صفت میں واحد لاشریک ہے چنانچہ قرآن کریم میں سورۃ اِخلاص اِسی بھید کو بیان کر رہی ہے کہ احدیّتِ ذات وصفات خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ دیکھو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۴۴، ۴۵)

قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ..... وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی کہ خدا وہ عظیم الشّان خدا ہے جو اس سے پاک ہے جو کسی عورت کے پیٹ سے نکلے اور جنایا جائے اور ہر یک چیز اس کی طرف محتاج ہے اور وہ کسی کی طرف محتاج نہیں اور اس کا کوئی قرابتی اور ہم جنس نہیں نہ باپ نہ ماں نہ بھائی نہ بہن اور نہ کوئی ہم مرتبہ اور پھر یہ کمال کیا ہے کہ لَمْ یَلِدْ کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں کسی کا جنایا ہؤا نہیں۔ (ستّ بچن صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰)

وہ خدا اکیلا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔

(اِسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۶۲)

حُسن ایک ایسی چیز ہے جو بالطّبع دِل کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کے مشاہدہ سے طبعًا محبت پیدا ہوتی ہے تو حُسن باری تعالیٰ اس کی وحدانیت اور اس کی عظمت اور بزرگی اور صفات ہیں جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا ہے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ یعنی خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں سب اس کے حاجت مند ہیں۔ ذرّہ ذرّہ اسی سے زندگی پاتا ہے۔ وہ کُل چیزوں کے لئے مبداءِ فیض ہے اور آپ کسی سے فیض یاب نہیں۔ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ۔ اور کیونکر ہو کہ اس کا کوئی ہم ذات نہیں۔ قرآن نے بار بار خدا کا کمال پیش کر کے اور اس کی عظمت دکھلا کے لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو ایسا خدا دلوں کو مرغوب ہے نہ کہ مُردہ اور کمزور اور کم رحم اور کم قدرت۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۰۳)

توریت میں خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریت میں کوئی ایسی سُورت ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بَلا سے رُک جاتے۔ (کتاب البریّہ صفحہ ۶۰)

اُن کو کہہ دے کہ وہ سچّا خدا ایک خدا ہے جو کسی کا باپ نہیں اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ اُس کا کوئی ہم جنس ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۹۶)

دعا وَلَا الضَّآلِّیْنَ[1] ..... کے مقابل پر قرآن شریف کے اخیر میں سورۃ اخلاص ہے یعنی قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝

---

[1] سُورۃ الفاتحۃ : ۷

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۚ وَلَمْ يُوْلَدْ ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ...... سُورۃ فاتحہ میں ...... وہ اہم مقصد جو قرآن میں مفصّل بیان کیا گیا ہے ...... بطور اجمال اس کا اِفتتاح کیا ہے اور پھر سُورۃ تبّت اور سُورۃ اخلاص اور سُورۃ فلق اور سُورۃ النّاس میں ختم قرآن کے وقت میں انہی دونو بلاؤں سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے پس افتتاح کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں سے ہؤا اور پھر اختتام کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں پر کیا گیا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶)

تم اے مسلمانو۔ نصاریٰ سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہؤا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہؤا اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۸)

قرآن نے اپنے اوّل میں بھی مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ[1] اور ضَآلِّيْنَ[2] کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے آخر میں بھی جیساکہ آیت لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ بصراحت اس پر دلالت کر رہی ہے اور یہ تمام اہتمام تاکید کے لئے کیا گیا اور نیز اِس لئے کہ تاسیحِ موعود اور غلبۂ نصرانیت کی پیشگوئی نظری نہ رہے اور آفتاب کی طرح چمک اُٹھے۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۸)

آخری مظہر شیطان کے اِسم دجّال کا جو مظہر اتم اور اکمل اور خاتم المظاہر ہے وہ قوم ہے جس کا قرآن کے اوّل میں بھی ذکر ہے اور قرآن کے آخر میں بھی یعنی وہ ضالین کا فرقہ جس کے ذکر پر سُورۃ فاتحہ ختم ہوتی ہے اور پھر قرآن شریف کی آخری تین سورتوں میں بھی اس کا ذکر ہے یعنی سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ ناس میں .... سورۃ اخلاص میں تو اس قوم کی اعتقادی حالت کا بیان ہے جیساکہ فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۚ وَلَمْ يُوْلَدْ ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ یعنی خدا ایک ہے اور اَحد ہے یعنی اس میں کوئی ترکیب نہیں۔ نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ پس اِس سورت میں تو اس قوم کے عقائد بتلائے گئے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۰۴ حاشیہ)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ کہ وہ معبودِ حقیقی جس کی طرف سب چیزیں عبودیتِ تامہ کی فنا کے بعد یا قہری فنا کے بعد رجوع کرتی ہیں ایک ہے باقی سب مخلوقات دو قسم فنا میں سے کسی فنا کے نیچے ہیں اور سب چیزیں اس کی محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وہ ایسا ہے کہ نہ تو اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور ازل سے اس کا کوئی نظیر اور مثیل نہیں۔ یعنی وہ اپنی ذات میں نظیر اور مثیل سے پاک اور منزّہ ہے ...... دونوں سورتوں (اخلاص اور فلق) میں ایک ہی فرقہ[3] کا

---

[1] سورۃ الفاتحۃ : ۷ [2] یعنی نصاریٰ

ذکر ہے صرف فرق یہ ہے کہ سُورۃ اخلاص میں اس فرقہ کی اعتقادی حالت کا بیان ہے اور سُورت فلق میں اُس فرقہ کی عملی حالت کا ذکر ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۵ حاشیہ)

قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ...... میں وہ عقیدہ جو قبول کرنے کے لائق ہے پیش کیا گیا اور پھر لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ سکھا کر وہ عقیدہ جو رَدّ کرنے کے لائق ہے وہ بیان کیا گیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۲ حاشیہ)

قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا رَدّ ہے جیسا کہ سُورت قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ سے سمجھا جاتا ہے۔ (کشتی نوح صفحہ ۷۵)

قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے۔ نہ کوئی ذات اُس کی ذات جیسی اَزلی اور اَبدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اُس کی صفات کی مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلّم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اُس کا علم کسی معلّم کا محتاج نہیں اور بایں ہمہ غیر محدود ہے انسان کی شنوائی ہَوا کی محتاج ہے اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں۔ اور انسان کی بینائی سُورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے۔ ایسا ہی انسان کی پَیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے لیکن خدا کی پَیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں۔ اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہو گا۔ اِس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔ پھر اس سے آگے آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔ اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدارِ ایمان ہے۔ (لیکچر لاہور صفحہ ۹،۸)

اُن کو کہہ دے کہ خدا وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ نہ اُس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو۔ (تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد ۶ صفحہ ۵۳)

اگر آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) تشریف نہ لاتے تو نبوّت تو درکنار خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا۔ آپؐ کی تعلیم سے پتہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ کا لگا۔ اگر توریت میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی اور قرآن صرف اُس کی تصریح ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۱، ۵۲)

زمین و آسمان کی شہادتیں کسی مصنوعی اور بناوٹی خدا کی ہستی کا ثبوت نہیں دیتیں بلکہ اُس خدا ئے احد۔ الصمد۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کی ہستی کو دکھاتی ہیں جو زندہ اور قائم خدا ہے اور جسے اسلام پیش کرتا ہے چنانچہ پادری فنڈر جس نے پہلے پہل ہندوستان میں آکر مذہبی مناظروں میں قدم رکھا اور اسلام پر نکتہ چینیاں کیں۔ اپنی کتاب میزان الحق میں خود ہی سوال کے طور پر لکھتا ہے کہ "اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں تثلیث کی تعلیم نہ دی گئی ہو تو کیا وہاں کے رہنے والوں پر آخرت میں مواخذہ تثلیث کے عقیدہ کی بناء پر ہوگا؟" پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ اُن سے توحید کا مؤاخذہ ہوگا۔ اِس سے سمجھ لو کہ اگر توحید کا نقش ہر ایک شئے میں نہ پایا جاتا اور تثلیث ایک بناوٹی اور مصنوعی تصور نہ ہوتی تو عقیدۂ توحید کی بناء پر مؤاخذہ کیوں ہوتا۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۷)

نصاریٰ کا فتنہ سب سے بڑا ہے اِس واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک سورت قرآن شریف کی تو ساری کی ساری صرف ان کے متعلق خاص کر دی ہے یعنی سورۃ اخلاص اور کوئی سورت ساری کی ساری کسی قوم کے واسطے خاص نہیں ہے۔ اَحَدٌ خدا کا اسم ہے اور اَحَدٌ کا مفہوم وَاحِد سے بڑھ کر ہے۔ صَمَد کے معنی ہیں اَزل سے غنی بالذات جو بالکل محتاج نہ ہو۔ اقنوم ثلثہ کے ماننے سے وہ محتاج پڑتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۹)

کہہ دو کہ وہ خدا ایک ہے۔ ھُوَ خدا کا نام ہے۔ وہ ایک۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ کھانے پینے کی اس کو ضرورت نہ زمان یا مکان کی حاجت نہ کسی کا باپ نہ بیٹا اور نہ کوئی اس کا ہمسا اور بے تغیّر ہے۔ یہ چھوٹی سی سورت قرآن شریف کی ہے جو ایک سطر میں آجاتی ہے لیکن دیکھو کس خوبی اور عمدگی کے ساتھ ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کی گئی ہے۔

حصرِ عقلی میں شرک کے جس قدر قسم ہو سکتے ہیں اُن سے اس کو پاک بیان کیا ہے۔ جو چیز آسمان اور زمین کے اندر ہے وہ ایک تغیّر کے نیچے ہے مگر خدا تعالیٰ نہیں ہے۔ اَب یہ کیسی صاف اور ثابت شدہ صداقت ہے۔ دماغ اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ نورِ قلب جس کی شریعت دِل میں ہے اس پر شہادت دیتا ہے۔ قانونِ قدرت اسی کا مؤید و مصدق ہے یہاں تک کہ ایک ایک پتہ اس پر گواہی دیتا ہے پس اس کو شناخت کرنا ہی عظیم الشان بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو قرآن شریف میں یہ چھوٹی سی سُورت نازل کی یہ ایسی ہے کہ اگر توریت کے سارے دفتر کی بجائے اُس میں اس قدر ہوتا تو یہود تباہ نہ ہوتے اور انجیل کے اِتنے بڑے مجموعہ کو چھوڑ کر اگر یہی تعلیم اُن کو دی جاتی تو آج دُنیا کا ایک بڑا حصہ ایک مُردہ پرست قوم نہ بن جاتا۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

الضَّآلِّیْنَ کے مقابل آخر کی تین سُورتیں ہیں۔ اصل تو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ہے اور باقی دونوں سُورتیں اس کی شرح ہیں۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کا ترجمہ یہ ہے کہ نصاریٰ سے کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء صفحہ ۵)

قصیدوں میں واقعات کا نبھانا مشکل امر ہوا کرتا ہے۔ شاعر ایسا نہیں کر سکتے۔ اُن کو قافیہ اور ردیف کے لئے بالکل بے جوڑ باتیں اور الفاظ لانے پڑتے ہیں۔ اس کے مقابل پر قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ کو دیکھو۔

(البدر جلد ۱ نمبر ۵ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۸)

ہمارا خدا لَمْ یَلِدْ ہے اور کس قدر خوشی اور شکر کا مقام ہے کہ جس خدا کو ہم نے مانا اور اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر طرح کامل اور قدوس ہے اور کوئی نقص اس میں نہیں۔ دو خوبیاں کامل طور پر اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں اور ساری صفات اُن کو بیان کرتی ہیں۔ چنانچہ اوّل یہ کہ اس میں ذاتی حُسن ہے اور اسی کے متعلق لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ[1] فرمایا۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فرمایا اور کہا کہ وہ الصَّمَدُ ہے، بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمتا اور ہمسر ہے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

○

[1] سورۃ الشوریٰ : ۱۲